

اسلامی تعلیم و تربیت میں عورتوں کے جذبات و احساسات کی رعایت

Consideration of women's emotions and feelings in Islamic education and training

Farida Bibi

PhD Scholar GCWUS

Institute of Arabic & Islamic studies

GC Woman University Sialkot

Faridabibi57@gmail.com

Dr. Waleed khan

Lecturer Institute of Arabic & Islamic studies

GC Woman University Sialkot

waleedkhan764110.wk@gmail.com

Abstract

Islam is a natural religion and perfect code of life. It guides and trains human being in every field of life. It also ensures not only worldly peace and satisfaction for humanity but also the eternal success and prosperity. Women are vital and integral part of the society. Islam guides and trains the women according to their nature and sexual delicacy thinking about their sentiments and emotions. Islam gives women high ranks of success by lifting them from the depths of ignorance with proper training and education in their spiritual physical, psychological and moral thoughts by binding them in the relations of daughter, sister, wife and mother. Major responsibilities of women are in their pouses. Islam imposes some moral and spiritual duties on women regarding their physical and psychological nature.

Keywords: women's emotions in Islam, Consideration of women in Islamic, women education in Islam, women training in Islam, Consideration of women's feelings in Islamic education

اسلام دین فطرت ہے اور قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے، جو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے جملہ پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے جذبات و احساسات کی خاص رعایت کے ساتھ تعلیم و تربیت کے ذریعے طبائع انسانیہ میں اعتدال و توازن پیدا کر کے کردار سازی کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بنی نوع انسان کا مقصد حیات واضح الفاظ میں متعارف کروادیا: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾⁽¹⁾

اس مقصد کے حصول کے لیے فاطر کائنات نے ہمیشہ بنی نوع انسان پر یہ احسان مرحمت فرما کر ہر دور، ہر قوم اور حالات کے تقاضوں کے عین مطابق رشد و ہدایت اور تعلیم و تربیت کے لیے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ذریعے احسن ترین انتظام فرمایا، انہی انتظامات کی آخری، حتمی اور مؤثر ترین کڑی قرآن حکیم ہے جو تاقیامت بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لیے ضیاء پاشی کرتا رہے گا۔ جس کی گواہی قرآن مجید خود دیتا ہے: ﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ﴾⁽²⁾

"کتاب اللہ" حقائق پر مبنی علوم کی ایسی درگاہ ہے جو بنی نوع انسان کے دنیاوی امن و سکون اور ترقیوں کے ساتھ اخروی فوز و فلاح کی بھی ضامن ہے۔ یہ نور ہدایت اپنے آپ میں اس قدر مکمل ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی دوسری کتاب سے راہنمائی لینے والا اللہ کے نزدیک گمراہ ٹھہرا۔ یہ علم و حکمت کی ایسی تربیت گاہ ہے جو اپنے زیر تربیت افراد کی فطرت، میلان طباہ اور جذبات و احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسی طرح سے راہنمائی فراہم کرتی ہے کہ جس کا مقصد دینی، دنیوی، اور اخروی فوز و فلاح کا حصول ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر صاحب قرآن ﷺ نے فرمایا: "خبردار! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب اللہ اور دوسرا میری سنت۔ جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوں گے۔" (3) کتاب اللہ اس بات کی مظہر ہے کہ خالق کائنات نے اتنی بڑی کائنات کے تمام اجزاء و عناصر ترکیبی کو باہم مربوط کر کے ایک دوسرے کے محتاج اور لازم و ملزوم کر دیا مگر وحدت ایک ہی رکھی۔

کمال وحدت عیاں ہے ایسا کہ نوک نشتر سے تو جو چھیڑے

یقین ہے مجھ کو گرے رگ گل سے قطرہ انسان کے لہو کا (4)

ان میں سے ہر عنصر کسی ایک پہلو سے احتیاج مند تو دوسرے سے مستغنی اور کسی اعتبار سے طالب اور کسی پہلو سے مطلوب۔ اس طرح Inter dependent ہوتے ہوئے ایک دوسرے کا جزو لاینفک ہیں۔ کوئی بھی استثناء اور اعلیٰ و ارفع ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کائنات کے انہی مقرر کردہ اصولوں کے تحت مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کے عوامل اور حدود کا دائرہ کار الگ الگ ہے۔ دونوں کی ذمہ داری کو یکساں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے، معاشرے کا تحفظ اور بقاء اسی میں مضمر ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین اسلام مرد و زن ہر دو کو کسی بھی پہلو سے حقارت کی نظر سے دیکھنے کی اجازت ہر گز نہیں دیتا۔ اسلام کا عادلانہ طرز تفکر دونوں کے اصل اور جوہر کو نمایاں کرتا ہے۔ اگر عمیق نظری سے مشاہدہ کیا جائے تو عورت ہی اپنے مختلف پہلوؤں کے اعتبار سے معاشرے کی اہم اکائی ہے جسے دین اسلام نے ہمیشہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے جذبات و احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کی بہترین تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا تاکہ اس کی شخصیت کا کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔

عصر حاضر میں خواتین کو درپیش معاشی، سماجی اور معاشرتی مسائل اور معاشرے کو عورتوں کی وجہ سے درپیش مسائل کی اہم وجہ لادینیت اور روشن خیالی ہے۔ علاوہ ازیں مذہبی ثقافت اور اسلامی طرز تفکر کا بھی فقدان ہے۔ یہ ایک ایسا فکری بحران ہے جسے کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

علاج اس کا وہی آپ نشاط انگیز ہے ساقی⁽⁵⁾

دین اسلام نے عورت کے وجود اور مقام کو جو فضیلت اور درجہ دیا ہے۔

ساتھ ہی درست جہات پر تعلیم و تربیت کا بھی انتظام فرمایا کیونکہ اگر ایک عورت جو معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اس کی صحیح سمت پر تعلیم و تربیت ہو تو وہ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ پورے معاشرے کو عزت و شرف سے ہمکنار کر کے فلاح دارین کا سبب بن سکتی ہے۔ قرآن حکیم کی باریک بین نگاہوں کے مطابق ایک عورت ہی بیوی اور ماں کی حیثیت سے اولاد کی صحیح تربیت و پرورش کر سکتی ہے۔ آج مغرب کی قائم کردہ نرسریاں بچوں میں حیثیت، غیرت اور اخلاقی اقدار سمونے کی بجائے ان آغوشِ مادر سے محروم بچوں میں احساسِ محرومی اور مجرمانہ ذہنیت کو پروان چڑھانے میں مددگار ہیں۔ یہ دگرگوں حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ خواتین کی تعلیم و تربیت دین اسلام کے پیش کردہ اصولوں کے عین مطابق کی جائے۔ دین اسلام نے عورت کی فطری و صنفی نزاکت اور اس کے جذبات و احساسات کی اس قدر رعایت رکھی ہے کہ جاہلیت کی پستی اور ظلمت سے نکال کر عزت و شرف کا بلند ترین مقام بخشا۔ وہ عورت جو ہر طرح کی جذباتی وابستگی سے محروم تھی دین اسلام کی روشنی نمودار ہوتے ہی اس کے عزت و وقار کو زمین سے اٹھا کر آسمان بالا کی رفعتوں تک پہنچا دیا گیا اور "فإن الجنة تحت رجلیہا"⁽⁶⁾ فرما کر عزت و عظمت سے ہمکنار کیا پھر ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾⁽⁷⁾ کا درجہ دے کر خاوند کی شرم و حیا اور ایمان کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا یہ دین اسلام کے ہی عورت پر احسانات ہیں جو اس روئے زمین پر سانس لینے کی حق دار نہ تھی۔

بکتی تھی کبھی بازاروں میں۔۔۔ تلتی تھی کبھی انباروں میں۔۔۔ جچتی تھی کبھی بیوپاروں میں۔۔۔ آج آغوشِ اسلام نے اسے گھر کی شہزادی اور ملکہ، خاوند کی مشیر اور بیٹے کی حکمران بنادیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ قَالُوْٓا۟ لَكَ يٰۤاٰخِلُوْنَ الْجَنَّةِ﴾⁽⁸⁾ کے مصداق اعمالِ صالحہ میں تذکیر و تانیث کا امتیاز ختم کر دیا۔

پھر اسی مفہوم کو دوسرے الفاظ کے ساتھ دیگر مقامات پر بیان فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾⁽⁹⁾

﴿مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ اِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾⁽¹⁰⁾

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جُنَّتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسْكِنٌ طَيِّبَةً فِىْ جَنَّتٍ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾⁽¹¹⁾

یعنی عمل اور اجر و ثواب میں کوئی تخصیص نہیں مگر حیثیت اور دائرہ کار جدا جدا ہے۔ علاوہ ازیں بھی متعدد صورت قرآنی جیسے البقرہ، آل عمران، القصص، الحديد، الزخرف، الرعد، الفتح اور سورۃ محمد میں بھی صالحین و صالحات کے لیے اجر و ثواب اور اخروی کامیابیوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ان تمام کامیابیوں کا حصول علم سے مشروط ہے کیونکہ خالق حقیقی نے انسان کی پیدائش سے مرنے تک اس مختصر وقت میں مقصد حیات ﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾⁽¹²⁾ کو پانے کے لیے عمل کو ذریعہ نجات بنا کر ﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾⁽¹³⁾ تاکہ وہ تمہاری آزمائش کر لے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے!

"علم" کو پہلا زینہ قرار دیا جس کے بغیر عمل کا تصور ممکن نہیں۔ بلاشبہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دنیا کو "دارالحن" بنایا پھر دین اسلام کے ذریعے مکمل راہنمائی کرنے کے بعد واضح کر دیا کہ "دارالجزاء" کے فیصلے کا معیار ایمان اور اعمال صالحہ ہیں۔ علم کے بغیر عمل جہالت اور جہالت تمام برائیوں کی جڑ ہے، جبکہ علم تمام کمالات کا سرچشمہ ہے۔ ان تمام کمالات تک رسائی حاصل کرنے کے تمام مراحل تک خالق کائنات نے خود ہی راہنمائی فرما کر دی۔ اس صنف نازک کے جذبات و احساسات کی خاص رعایت رکھتے ہوئے باقاعدہ تربیتی منہج اور مکمل لائحہ عمل "اسوۂ حسنہ" کی صورت میں عطا فرما دیا۔ (ازواج مطہرات، بنات رسول ﷺ اور صحابیات رضوان اللہ علیہن اجمعین، کی تعلیم و تربیت اس اسوۂ کامل کی زندہ مثالیں ہیں) جو ہر پہلو اور موقع کی مناسبت سے عورت کی تعلیم و تربیت میں جذبات و احساسات کی رعایت کے ساتھ راہیں متعین کرتا ہے۔

حصولِ علم اور فروعی احکام میں مرد و زن کی کوئی تخصیص نہیں ہر ایک اپنے کردہ و ناکردہ کا جوابدہ ہے، لہذا عمل کے لیے علم جس طرح مردوں کے لیے ناگزیر ہے اسی طرح عورتوں کے لیے "طلب العلم علی کل مسلم" ⁽¹⁴⁾ کے مطابق حصولِ علم مرد و عورت ہر دو پر فرض ہے۔ کم از کم حلال و حرام، طہارت و ناپاکی، جائز و ناجائز کو جاننا تو ہر ایک کا بنیادی حق اور فرض ہے۔ اس کے علاوہ بھی دینی و دنیاوی علوم و فنون سیکھنے کے لیے دین اسلام حوصلہ افزائی کرتا ہے اور جس طرح خواتین

کی تعلیم و تربیت میں ان کے جذبات و احساسات کا احترام دین اسلام نے کیا ہے دیگر ادیان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ موجودہ دور خواتین کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں افراط و تفریط کا شکار ہے۔ ایک طبقہ عورت کو بالکل مرد سے شانہ بشانہ چلنے اور ہر شعبہ زندگی میں اختلاط مرد و زن کو اس صنف کی اصل آزادی تصور کرتا ہے، اس کے نزدیک "عمل" کی بجائے "حیثیت" کو مساوات قرار دیا گیا ہے، جبکہ ایک دوسرا طبقہ عورت کو صرف چادر اور چار دیواری میں محصور کر کے امور خانہ داری اور بقائے نسل کا ذریعہ متصور کرتا ہے۔

شرعی نصوص پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ دین اسلام اعتدال کی راہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے عورت کو بالکل آزادانہ میدانِ عمل میں آنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اسے بنیادی حقوق سے یکسر محروم کر کے علم و عمل کی راہیں مسدود کرتا ہے۔ بلکہ عورت کی صنفی نزاکت اور جذبات و احساسات کی خاص رعایت کرتے ہوئے کچھ حدود و قیود اور شرائط کے ساتھ ان تمام کاموں کی اجازت دیتا ہے جن کی اسے دنیوی و اخروی اعتبار سے ضرورت ہوتی ہے۔ اگر دین اسلام عورت کی تعلیم و تربیت کو ضروری نہ قرار دیتا تو آج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا "أفقه الناس" (15) نہ ہوتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارک تعلیم و تربیت کی درسگاہ تھی اور وہی عہد رسالت ﷺ میں عورتوں کی باقاعدہ تعلیم و تربیت کا نقطہ آغاز تھا۔ صحابیات کے خصوصی اجتماعات میں معلم اعظم ﷺ تشریف فرما ہوتے اور تعلیم و تربیت فرماتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مثل صحابیات بھی مفسرہ، محدثہ، فقیہہ، عالمہ، اور مقتبیہ تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا "فقیہہ الامت" تھیں۔ آپ کو قرآن، حدیث، فقہ، طب، شعر و ادب، فرائض اور دیگر اسلامی علوم میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ آپ بعض مسائل کے استنباط میں خود مجتہد بھی تھیں۔ خواتین میں سب سے زیادہ احادیث کو روایت کرنے والی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جن سے 2210 روایات مروی ہیں۔ (16) جو کہ دین کا ایک چوتھائی حصہ ہیں۔ اسی طرح دوسری امہات المؤمنین اور نیک سیرت صحابیات کو بھی دینی علوم میں مہارت حاصل تھی۔ (17)

یہاں تک کہ دوسری ہجری میں باقاعدہ تدوین حدیث کے سلسلہ کا آغاز ہوا تو ان خواتین کے پاس بھی احادیث کے مجموعے تھے۔ ان خواتین نے بھی تحصیل حدیث اور علم حدیث میں مردوں کی طرح گھر بار چھوڑے، دور دراز کے اسفار کیے، ان خواتین کے لیے درسگاہوں میں مخصوص نشستیں ہوتی تھیں، یہ خواتین تزکیہ نفس، رشد و ہدایت، شعر و ادب، خطاطی اور اذکار کی تعلیم میں نمایاں مقام رکھتیں۔ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں اللہ عز و جل نے امہات المؤمنین کو حکم

دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَإِذْ كُنَّا مَا يَنْتَلِي فِي بَيْوتِكَ مِنَ الْآيَاتِ ۖ وَلَهُوَ الْحَكِيمُ﴾⁽¹⁸⁾ سورۃ نور میں خواتین کی تعلیم و تربیت سے متعلق احکاماتِ عفت، پردہ اور استیذان ہیں جن میں خصوصی تعلیم و تربیت کی ترغیب دی گئی ہے۔

آج حالات حاضرہ پر نظر دوڑائی جائے تو وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ ہماری خواتین قرآن و سنت کے بنیادی علوم (جن کا سیکھنا فرض ہے) سیکھیں اور ان کو عمل میں لائیں۔ تاہم ایسے علوم و فنون جن کا تعلق معاشی و سائنسی ترقی سے ہے ان کا سیکھنا ضروری نہیں تاہم دین اسلام ان سے منع بھی نہیں کرتا کیونکہ اسلام سب سے زیادہ جدت پسند مذہب ہے اور یہ علوم جدیدہ کا بھی داعی ہے۔ مگر آج اسلامی اقدار اور آداب معاشرت کے برعکس ایسی خرافات عمومی اذہان پر چھا گئی ہیں کہ بچیاں اسلامی تعلیم و تربیت اور امور خانہ داری بھلے نہ سیکھیں ان کی خاص اہمیت نہیں مگر مروجہ فنون و علوم اور ماڈرن ٹیکنالوجی کے بغیر آداب زندگی اور طرز معاشرت سیکھ ہی نہیں سکتیں۔ فیشن اور مقابلے کی اس دوڑ نے ہمارے اذہان کو کس حد تک مفلوج کر دیا کہ ہم سوچ و فکر سے ہی عاری ہو گئے۔ اسلامی اقدار اور سماجی و معاشرتی اقدار سکول و کالج کے علوم نہیں؛ بلکہ آج بچیوں کا لباس، وضع قطع، چال ڈھال، انداز گفتگو مختلف مواقع پر فحش و نیم عریاں اور حیا باختمہ ملبوسات یہ سب کچھ مغربی مرعوبیت، کسی حد تک مغرب زدگی، میڈیا اور سوشل میڈیا کی تربیت ہے جس کا اسلامی تعلیمات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ ادب آداب، نظری، فکری اور قلبی طہارت کے لیے تو قرآن و سنت کی تعلیم و تربیت ہی ہے جس کے ذریعے موجودہ فکری بحران پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اسلامی طرز تعلیم و تربیت ہی انسان کی فطری اور نفسیات کے عین مطابق ہے۔

احکام اور جزا و سزا میں عورت مرد ہی کی طرح مکلف ہے تاہم کچھ خصوصی حالات میں مشقت و تکلیف کو جذبات و احساسات کے پیش نظر کچھ فرائض کو رفع کر دیا گیا اور ایسے مشقت طلب کام جو اس کی جسمانی وضع اور صنفی نزاکت سے میل نہیں کھاتے یا پھر کسی معاشرتی بگاڑ کا سبب بن سکتے ہوں ان سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے تو عورت کو اس کے اصل دائرہ کار اور فرائض کو نامناسب جگہ پر لے جانا اس کی قدر و منزلت کو کم کرنے اور اس کے فطری جذبات اور احساسات کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ متعدد احادیث مبارکہ میں بھی عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف ترغیب دلانے کے ساتھ انہیں جنت کی بھی نوید سنائی گئی ہے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"من كان ثلاث بنات أو ثلاث أخوات أو بنتان أو أختان فأدبهن و أحسن إليهن و زوجهن فله

الجنة و أیما رجل كانت عنده ولیدة فعلمها فأحسن تعلیمها و أدبها فأحسن تأدیبها ثم اعتقها

فله أجران" (19)

"جن کی تین لڑکیاں یا بہنیں، دو لڑکیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کو ادب سکھائے، ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کی شادی کرے تو اس کو جنت ملے گی۔"

اب دیکھنا یہ ہے کہ دین اسلام دنیاوی و اخروی کامیابیوں کے حصول کے لیے عورت کی تربیت کن مناجح پر کرتا ہے۔ احسن ترین تعلیم و تربیت کے لیے قرآن و سنت کی صورت میں مکمل اور جامع لائحہ عمل دے دیا۔

تربیت:

لغت میں تربیت رَبُّ یَرْبِی تَرْبِیۃً وَرَبِیتٌ فَلَانَا تَرْبِیۃً مُّصَدَّرَہ۔ باب تفعیل سے، جس کے معنی "بچہ کی پرورش کرنا، پالنا، مہذب بنانا" ہے۔⁽²⁰⁾

اور اصطلاحاً اس سے مراد انسان کے اندر کچھ خاص افکار و خیالات کا بیج بو دیا جائے، اور اس کے جذبات و احساسات کو ایک خاص رخ عطا کیا جائے تاکہ کچھ مخصوص رجحانات کی آبیاری ہو سکے اور اس کے اخلاق و کردار ایک مخصوص سانچے میں ڈھل جائیں۔⁽²¹⁾

انسان کے جذبات و احساسات کو تعمیری رخ دینے کا نام ہی تربیت ہے۔ تعلیم و تربیت اگر انسان کے اندر ودیعت شدہ خوبیوں سے ہم آہنگ ہو تو ہی مؤثر ہوتی ہے۔ اچھی تربیت ہی اقوام کو اقوام عالم کی صف میں کھڑے ہو کر باوقار زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ مربی اپنے زیر تربیت افراد کی تربیت باغبان کی حیثیت سے کرتا ہے۔ جیسے وہ اپنے چمن کی نگہبانی کے جذبے سے سرشار رہتا ہے، باغ کی نشوونما میں حائل ہونے والی نقصان دہ اشیاء کو تلف کرتا ہے، بروقت مناسب خورد و نوش مہیا کرتا ہے۔

بالکل اسی طرح کامیاب معلم و مربی بھی یہی چاہتا ہے مگر ایسا اس کی فہم و فراست پر منحصر ہے کہ وہ متعلم کے جذبات و احساسات اور رویوں پر اثر انداز ہونے والی باتوں کو مد نظر رکھے۔ تعمیر کردار و افکار میں یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے۔ کردار سازی اور انسانی شخصیت کی نشوونما بھی انہی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے۔ یہ دعوت ہی دراصل تربیت ہے، دین اسلام جس کا داعی و مربی ہے۔ لہذا اس کا بہترین ذریعہ "قرآن و سنت" اور "اسوۂ حسنہ" ہے۔ قرآن کے سانچے میں ڈھلنے والے مجسم قرآن، معلم و مربی اعظم ﷺ تا قیامت انسانیت کے لیے بہترین اخلاقی نمونہ ہیں۔

تربیت کا عمل ہر پہلو پر محیط ہونا چاہیے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾⁽²²⁾

اور فرمایا: ﴿وَلْيَقُولُوا اقُولًا سَدِيدًا﴾⁽²³⁾

اخلاق و کردار انسانی نسل کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے جو قوم اخلاق و کردار سے محروم ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اس کی تنزلی کو نہیں روک سکتی۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔" (24)

دین اسلام ہر دو اصنافِ آدم مرد و عورت کی اپنے اپنے دائرہ عمل میں بہترین تربیت کرتا ہے۔ اس کے گفتگو کے انداز سے لے کر ہر طرح کے معاملات میں ہر ہر قدم پر راہنمائی فراہم کرنے کے علاوہ کردار و افعال کی اصلاح کے ساتھ افکار و خیالات کی بھی تطہیر کرتا ہے۔ اسے ہر قسم کے شر و آفات سے تحفظ کا ذمہ لیتا ہے۔ قرآن حکیم کی روشنی میں عورت کی تعلیم و تربیت کے مختلف مراحل بیان کیے گئے ہیں۔ اس تعلیم و تربیت کا اولین مرحلہ ہے۔

1۔ اعتقادات کی تثقیف:

قرآن حکیم کی اولین کوشش عقائد کی درستگی ہے، اس لیے وہ خواتین سے بھی سب سے پہلے عقیدہ توحید پر راسخ رہنے کا وعدہ لیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَنْ لَا يُشْرِكُنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ (25)

عقیدہ توحید درست ہو گیا تو باقی معاملات از خود درست ہوتے جائیں گے کیونکہ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے عقیدہ توحید کو اپنی اپنی امتوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں بنیادی اولین عہد توحید کے عقیدہ پر ہی لیا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ بھی قبول اسلام کے لیے سب سے پہلا عہد عقیدہ توحید ہی پر لیتے۔ اسی بنیاد پر معاشرہ درست سمت میں اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد معاملات کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

2۔ چوری کی ممانعت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَمْنِرَ فَن﴾ (26)

اس حکم کے ذریعے ایسی تربیت کی راہیں ہموار ہوتی ہیں کہ ہر قسم کے سرقت سے دور رہنے کا وعدہ لیا جاتا ہے، تاکہ معاشرہ اخلاقی برائیوں سے محفوظ ہو کر امن و سکون گوارہ بن سکے۔

3۔ زنا کی ممانعت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَزْنِ﴾ (27)

یہ حکم دے کر فکری و قلبی طہارت کے ساتھ جسمانی و روحانی پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے زنا سے یکسر منع کر دیا اور اس کو کبائر میں شامل کر دیا کیونکہ یہ ایک ایسا گھناؤنا معاشرتی جرم ہے جو نسلوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس ایک جرم

کے اندر اوپر بیان کردہ تمام روحانی و معاشرتی برائیاں مجتمع ہیں، جن سے معاشرتی عدم توازن کے ساتھ بے راہ روی کو فروغ ملنے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔

4۔ انسانی جان کی حرمت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ﴾⁽²⁸⁾

دین اسلام نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہی ہر قسم کے قتلِ اولاد خواہ وہ ﴿حَشِيَّةَ اِمْلَاقٍ﴾⁽²⁹⁾ ہو یا کوئی خاندانی و معاشرتی دباؤ ہو، سختی سے ممانعت کر دی تاکہ آنے والے ادوار میں بھی نئے نئے ناجائز طریقوں کو عمل میں لا کر نسل انسانی کی بقاء خطرات سے دوچار نہ ہو کیونکہ کسی جان کو بغیر کسی جرم کے قتل کرنا حرام ہے۔⁽³⁰⁾ گویا قرآن پوری انسانیت خصوصاً خواتین کے لیے ایسی اخلاقی تربیت گاہ ہے جو اس کی فطری ذمہ داریوں کو بخوبی ادا کرنے میں مربی و معاون ہے۔

5۔ بہتان تراشی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَأْتِيَنَّ بِهِمَا مَن يَفْتَرِيَنَّهُ بَيْنَ آيِدَيْهِمَا وَادْرَجِلْهُنَّ﴾⁽³¹⁾

اس گھناؤنے جرم کو بھی کبائر میں شامل کر کے کراہت و نفرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ عقائد و معاملات پر عہد لینے کے قرآن مختلف پہلوؤں سے بھی عورت کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ مختلف مقامات پر لوگوں سے معاشرتی تعلقات اور واسطہ پڑ سکتا ہے کیونکہ معاشرے کی بقاء کے لیے معاشرتی تعلقات کو اسلام کا حسن قرار دیا گیا ہے، لہذا اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے دین اسلام نے احسن ترین راہنمائی فرمائی ہے۔

6۔ تبرج کی ممانعت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَبْجُنَّ تَبْجُجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾⁽³²⁾

قرآن نے عورت کو جو گھر اور معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اس کی تعلیم و تربیت کا کوئی گوشہ تشبیہ تکمیل نہیں رہنے دیا۔ احکام پردہ کے نزول سے قبل عورتوں میں بناؤ سنگھار کے ساتھ باہر نکلنے کا رواج تھا۔ دین اسلام نے اس فتنہ عادت کی بچ کئی کرتے ہوئے صریح الفاظ میں ممانعت فرما کر عورت کو عزت و احترام سے نوازا۔ دین اسلام عورت کو بوقت ضرورت گھر سے باہر جانے کی اجازت تو دیتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ممکنہ خطرات سے بچاؤ اور تحفظ کے لیے مسنون اذکار و ادعیہ کے ذریعے تربیتی انداز میں راہنمائی بھی فرمائی۔ اس کے برعکس اسلام بن سنور کر بے حجابانہ گھر سے نکلنے پر سختی سے مذمت کرتا

ہے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف عورت خود بلکہ پورا معاشرہ خطرات سے دوچار ہوتا ہے۔ ایسا صرف عورت کی صنفی کمزوری اور نفسیاتی ضرورت کے تحت کیا گیا ہے تاکہ اس کے جذبات و احساسات میں پاکیزگی اور تحفظ کا احساس زندہ رہے۔ مگر افسوس آج پھر اسلامی معاشرہ ماضی کی اخلاقی گراؤ سے دوچار ہو چکا ہے اور خواتین بے پردہ آزادانہ بازاروں میں گھوم پھر رہی ہیں۔ حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ تہرج کی اس عادت کو ختم کرنے کے لیے ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کی اسلامی تعلیم و تربیت سے راہنمائی حاصل کی جائے، تاکہ خواتین اپنا اصل مقام و مرتبہ پہچانیں اور تہرج کی عادت کو ختم کریں۔

7۔ غضب بصر:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾⁽³³⁾

قرآن کریم نے عورت کی تعلیم و تربیت میں اس قدر باریک بینی سے کام لیا ہے کہ ہر وہ چھوٹی لغزش جو کسی بڑے معاشرتی فساد کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے بروقت اس کا سدباب کر دیا۔ کیونکہ عورت اگر ضرورت کے تحت بھی گھر سے باہر قدم رکھتی ہے تو شیطان اپنے چیلوں سمیت گھات لگا کر بیٹھا ہوتا ہے لہذا دونوں کی فکری و قلبی اصلاح کے لیے "غضب بصر" کا حکم دیا گیا ہے۔ جس کی تعمیل کے ساتھ ہی ذہنی، فکری و قلبی حوائج کا سدباب ہو جاتا ہے۔ آج خواتین کو معاشرے میں جو مسائل درپیش ہیں ان کی ایک اہم وجہ غضب بصر کے حکم پر مکمل عمل پیرا نہ ہونا ہے جس کے نتیجے میں ایسے سماجی و معاشرتی مسائل دن بدن بڑھنے کے ساتھ بے قابو بھی ہو رہے ہیں۔ جس کی اصل وجہ قرآنی احکامات سے صریحاً روگردانی ہے۔ کچھ شک نہیں اگر ہماری خواتین ہی تہرج الجالبلیہ سے اجتناب کر لیں تو کافی حد تک معاشرہ ان مسائل سے پاک ہو سکتا ہے۔ سب سے بڑھ کر خود اللہ کریم ﴿قَصِدْتُ الظَّرْفَ﴾⁽³⁴⁾ کو پسند فرماتے ہوئے حوران جنت کی تعریف کرتے ہوئے نیک مردوں کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اور یہ اعزاز ایک مومنہ عورت کے لیے کم نہیں کہ وہ ان قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزارے تو اسے ان حوروں کی سرداری کا شرف بھی حاصل ہو گا۔

8۔ عفت و حیا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾⁽³⁵⁾

ان پاکیزہ الفاظ کے اسلامی نظام تعلیم و تربیت، عورت کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اس کی تربیت فطری جبلت، جذبات اور شرم و حیا کے ان خطوط پر کرتا ہے جو عورت کو قابل احترام ہستی بنا دیتے ہیں جس سے ہر اٹھنے والی بے راہ رو نگاہ خود ہی اس کے احترام میں جھک جاتی ہے۔ دین اسلام تعلیم و تربیت کے ذریعے ایک پاکیزہ و منزہ تصویر پیش کرتا

ہے جو نہ صرف اسلامی تہذیب بلکہ دوسری تہذیبوں کے لیے بھی قابل تقلید نمونہ بن جائے۔ فی زمانہ معاشرے کی ٹمٹماتی ہوئی اخلاقی حالت اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ آج کی عورت نے اپنے خالق و مربی کے احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو محض ایک سجاوٹی ماڈل کے طور پر پیش کرنے کے لیے عفت و حیا کی چادر کو تار تار کر کے خاتونِ خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بننے کو ترجیح دے رہی ہے جو سراسر اپنے ابدی نقصان اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ عفت و حیا ہی عورت کا اصل زیور ہے جو نہ صرف اسے حسن اور وقار میں اضافے کا سبب بنتا ہے بلکہ اسے باوقار، قابل احترام اور قابل تقلید نمونہ بھی بنادیتا ہے۔

9۔ باوقار چال:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَصْرُفْ بَأْزُجُلْهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾⁽³⁶⁾

عورت پر دین اسلام کی کرم نوازیاں اس قدر ہیں کہ اس کو قدم اٹھانے اور رکھنے کا بھی سلیقہ سکھایا ہے۔ قدموں کی چاپ بھی کسی غیر محرم کے کان تک نہ جائے۔ اسلام نے ان نازک آنکھوں کے جذبات و احساسات کا جو لحاظ رکھا ہے، انسانی عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یعنی کہ اسلام نے وجودِ زن کو شیطانی نگاہوں سے محفوظ و مامون رکھنے کے لیے تربیت کی انتہا کر دی۔ چلتے ہوئے قدم دھیرے دھیرے رکھو۔ چال میں متانت پیدا کرو۔ نہ کہ پاؤں بیچ کر چلو جو دیکھنے میں بھی ناگوار محسوس ہوتا ہے اور دوسرا وہ اسرار آشکار ہونے کا احتمال ہوتا ہے جن کی پوشیدگی و ستر پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ عورت کی نزاکت اور اس کے جذبات و احساسات کا خاص خیال کرتے ہوئے عفت و حیا کا اہتمام فرمایا جو فلاح دارین کا ضامن ہے۔

10۔ اندازِ گفتگو:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾⁽³⁷⁾

قرآن کی تربیت کی ہمہ جہتی کا اندازہ لگائیے کہ وہ کس انداز سے صنفِ نازک کی تربیت کرتا ہے۔ اسے بات کرنے کا سلیقہ تک سمجھاتا ہے کہ گفتگو میں لوج اور نزاکت پیدا کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ اگر مخالف جنس سے بات کرنا پڑے تو نرم لب و لہجہ اختیار کرنے کی بجائے سیدھے سادھے الفاظ اور قدرے سخت و کراخت لہجے میں بات کرے کہ کسی طرح کا غلط خیال اور وسوسہ دل میں سے گزرنے نہ پائے۔ تاکہ کوئی کمزور دل کا روگی امید لگا کر نہ بیٹھ جائے۔ آج کل ہمارا معاشرہ پستیوں کی جس دلدل میں دھنس چکا ہے اس کی بڑی وجہ دین سے دوری اور مغربی مروجہ عیبت ہے جیسا کہ میڈیا پر خواتین اینکرز ناز و ادا اور

مغربی لباس میں ملبوس مردوں سے محو گفتگو ہوتی ہیں یہ اخلاقی گراوٹ کی بدترین مثال ہے جس سے متاثر ہو کر ہماری بچیاں بھی دینی تعلیمات کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتی ہیں۔

11۔ اوڑھنیاں اوڑھنے کا حکم:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَذُنُّنَ عَلَيْنَهُنَّ مِنْ جَلَابِئِهِنَّ﴾⁽³⁸⁾

قرآن ایسا مربی ہے جس نے اپنی تربیت گاہ میں پردہ اور حدودِ پردہ متعین کر کے عورت، جسے چھپی ہوئی یا باپردہ چیز سے تعبیر کیا گیا ہے، کو گھر کے اندر اور باہر ہر جگہ بھرپور تحفظ فراہم کرتے ہوئے ان تمام معاملات کو سدھانے کے لیے محرم و غیر محرم کی لسٹ گنوا دی۔ تاکہ وہ غیر محرموں کے ہر طرح کے شیطانی حملوں سے محفوظ رہ سکیں۔ صرف مذکورہ اشخاص کے سامنے اپنی آرائش کا اظہار کر سکتی ہے۔ ان کی بھی پہچان کروادی گئی۔ فرمایا: ﴿لَا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ﴾⁽³⁹⁾ آج کی خواتین جن اخلاقی پستیوں کی دلدل میں اتر چکی ہیں ان سے نکلنے کا واحد حل صرف اسلامی تعلیم و تربیت میں مضمر ہے۔

12۔ تمسخر کی ممانعت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمًا مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بئْسَ اللَّاسِمُ الْقَسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾⁽⁴⁰⁾

آیت مذکورہ کے تحت اس بات کو سخت ناپسند کیا گیا ہے کہ کوئی کسی دوسرے کو حقیر جانے یا مذاق اڑائے کیونکہ اولادِ آدم کو اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز کیا گیا ہے۔ ربِّ کریم کو اس کی تحقیر قطعاً پسند نہیں۔ یہ آیت کریمہ اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ جذبات و احساسات کا پاس رکھنا اسلامی تعلیم و تربیت کا خاصا ہے عموماً مردوں کی نسبت اکثر عورتیں اس اخلاقی برائی کا شکار نظر آتی ہیں، لہذا ربِّ کریم نے عورتوں کو مخاطب کر کے تربیت فرمائی اور اس اخلاقی برائی سے اجتناب کا حکم دیا۔

عورت کا سب سے بڑا فریضہ اس کی عائلی ذمہ داریاں ہیں اور یہ ذمہ داریاں اسلام اسے اخلاقی اور روحانی تربیت کے بعد تفویض کرتا ہے تاکہ دینِ اسلام کی آغوش میں تربیت حاصل کرنے کے بعد وہ معاشرے میں مختلف روپ: ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے معاشرے کا فعال اور اہم ترین رکن بن سکے۔ اسی سلسلہ میں فرمانِ نبوی ﷺ ہے: "الدنيا متاع و خير

متاع الدنيا المرأة الصالحة⁽⁴¹⁾ اور یہ "امراة الصالحة" ہی ہمارا مقصد اور ہدف ہے کہ اگر وہ ماں کے روپ میں ہے تو "الجنة تحت اقدام امهاتکم" کے درجے پر اس طرح پہنچتی ہے کہ وہ انتہائی اہم ذمہ داریوں کو نبھاتی ہے۔ پہلے جسمانی طور پر اولاد کا بوجھ اٹھائے پھرتی ہے پھر ولادت و رضاعت کے کٹھن مراحل سے گزرتی ہے۔ اسی طرح بیوی جسے دین اسلام نے شوہر کا امین بنایا ہے۔ اس کی "مال و عزت" دونوں کی حفاظت کرے گی کیونکہ قرآن نے ان کو ﴿هِنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾⁽⁴²⁾ کے مطابق مرد کا لباس اور اس کے ایمان کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ مرد کو ﴿وَعَايِشُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾⁽⁴³⁾ کا حکم دے کر عورت کے حقوق کا کامل ترین تحفظ فراہم کر دیا گیا۔ بہن اور بیٹی کی صورت میں اس کو باپ اور بھائیوں کی عزت اور عصمت کا محافظ قرار دے کر حصول تعلیم اور دیگر لوازمات زندگی میں لڑکوں کے برابر حقوق دے کر وراثت میں بھی حصہ دار قرار دیا گیا۔ اور ان کی بہترین تعلیم و تربیت پر جنت کی ضمانت دی گئی۔ بیٹیوں کی زحمت کی بجائے رحمت قرار دیا گیا۔ حقوق نسواں کے حوالے سے جو منشور اسلام پیش کرتا ہے وہ بے نظیر اور لاثانی ہے۔ دنیا کے کسی چارٹر میں عالم نسواں کو ان حقوق سے نہیں نوازا گیا۔

حوالہ جات

- 1- Al-Zariyat, 51: 56
- 2- Al-Isra, 17: 09
- 3- Al-Nesabori, Abo Abdullah Alhakim Muhammad bin Abdullah bin Hamdawaih bin Naeem bin Alhakam, Al-Mustadrak ala Sahihen, Dar ul Kutub ul Ilmiya, Beirut, Lebnan, Khutbat ul Ulaa.
- 4- Iqbal, Allama Muhammad, Bangy-Dara, Kuliya-e-Iqbal, Page:163, Gohar Publications, Urdu Bazar, Lahore.
- 5- Iqbal, Allama Muhammad, Bal-e-Jibreel, Kuliya-e-Iqbal, Page:342, Gohar Publications, Urdu Bazar, Lahore.
- 6- Nisai, Ahmed bin Shoaib, Sunan al-Nisai, Page: 384, Jild: 2, Maktabah Islamia, Lahore.
- 7- Al-Baqrah, 2: 187
- 8- Al-Nisa, 4: 124
- 9- Al-Nahal, 16: 97
- 10- Al-Momin, 40: 40
- 11- Al-Tuba, 9: 72
- 12- Al-Zariyat, 51: 56
- 13- Al-Mulk, 67: 02
- 14- Bukhari, Muhammd bin Ismaeel, Kitab ul Ilam, Bab Talb ul Ilam Fiazat Ala Kuli Mslim, Hadias#142, Maktaba Quddusia Lahore, 2000.
- 15- Subhi, Salih, Ulom ul Hadis, Page: 832, Malik Publishers, Karkhana Bazar Fiaslabad, 2009.
- 16- Sabhi, Salih, Ulom ul Hadis, Page: 34, Malik suns Publishers, Karkhana Bazar Fiaslabad, 2009.
- 17- Al-Ktani, Muhammad Abdul hayi, Nazam ul Hakomat ul Nabaviya, Al-Musami Taratib ul Idaria, Page: 135, Dar ul Kuaatb ul Ilmia, Beirut Lebnan, 2001.
- 18- Al-Ahzab, 33: 34

- 19 - Tirmizi, Muhammad bin Eisa al Tirmizi, Sunan Tirmizi, Kitab ul Adab, Bab, Hadis: 472, Maktaba al-Islamia, Lahore, 1998.
- 20 - Ibin-e-Mnzoor, Abu ul Fazal Jamal ul Deen, Lisan ul Arab, jild:13, Page: 307, Dar Sadar Beirut Lebanon, 2002.
- 21 - Qarzavi, Dr, Usaf, Fitri Trbiat Kay Ahm Taqazy, Page: 297, Islamic Publishers Limited, Lahore.
- 22 - Al-Baqrah, 2: 83
- 23 - Al-Nisa, 4: 09
- 24 - Bukhari, Muhammd bin Ismaeel, Kitab ul Manaqib, bab-o-Sifati Nabi, Maktaba Quddusia Lahore, 2000.
- 25 - Al-Mumtahinah, 60: 12
- 26 - Al-Mumtahinah, 60: 12
- 27 - Al-Mumtahinah, 60: 12
- 28 - Al-Mumtahinah, 60: 12
- 29 - Al-Isra, 17: 31
- 30 - Al-Isra, 17: 33
- 31 - Al-Mumtahinah, 60: 12
- 32 - Al-Ahzab, 33: 33
- 33 - Al-Noor, 24: 31
- 34 - Al-Rahman, 55: 56
- 35 - Al-Noor, 24: 31
- 36 - Al-Noor, 24: 31
- 37 - Al-Ahzab, 33: 32
- 38 - Al-Ahzab, 33: 59
- 39 - Al-Noor, 24: 31
- 40 - Al-Hujrat, 49: 11
- 41 - Bukhari, Muhammd bin Ismaeel, Kitab ul Manaqib, bab-o-Sifati Nabi, Maktaba Quddusia Lahore, 2000.
- 42 - Al-Baqrah, 2: 187
- 43 - Al-Nisa, 4: 19